1337

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम कश्मीर के मुतालिक भारतीय मुस्लिम रहनुमाओं का तब्सराह नामा

लेखक डॉ० ज़ाकिर हुसैन

प्रकाशन वर्ष ....

आगत संख्या 1337

کشمیر کے متعلق

بھارتی مسلم رہنماؤں

کا

توجّہ نامہ

جاری کر

ڈاکٹر ذاکر حسین

وائس چانسلر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

بھارت کے چودہ مُسلم رہنماؤں

کا

توجّہ نامہ

ڈاکٹر فرینک پی گراہم نمایندہ اقوام متّحدہ

کے نام

کشمیر کے متعلق اقوامِ متحدہ کے نمائندہ ڈاکٹر فرینک گراہم کے نام بھارتی مسلمانوں کا توجہ نامہ

مجلسِ امن اور اس کے کارندوں نے یوں تو مسئلہ کشمیر کے مطالعہ پر بہت سا وقت صرف کیا ہے اور اس کے حل کے لئے کئی تجویزیں پیش کی ہیں لیکن یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ اس معاملہ میں بھارتی مسلمانوں کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی - اور نہ اس بات کا اندازہ لگانے کی سعی کی گئی کہ کشمیر کے معاملے میں اگر کوئی عاجلانہ قدم اٹھایا گیا خواہ وہ کتنی ہی نیک نیتی سے اٹھایا جائے تو بھارتی مسلمانوں کے مفاد اور فلاح و بہبود پر اس کے کیا اثرات ہوں گے - ہمیں یقین ہے کہ اگر بھارتی معاشرت میں مسلمانوں کے مرتبہ کو اچھی طرح سے نہ سمجھا گیا تو کشمیر کے مسئلہ کا کوئی دیرپا حل نہیں نکل سکے گا -

ہندوستان کی تقسیم سے قبل تصوّرِ پاکستان کے حامیوں نے پاکستان کی واضح تشریح کرنے کی ہر کوشش کی مخالفت کی اور دو قوموں کے نظریہ کی تبلیغ و اشاعت سے جو پیچیدہ مسئلے پیدا ہونے لازمی تھے ان پر انہوں نے کبھی غور نہ کیا ۔ چنانچہ پاکستان کا تصوّر معقولیت سے عاری ایک جذباتی نعرہ ہی بن کر رہ گیا ۔ مسلم لیگ اور اس کے رہنماؤں کی عقل میں یہ بات کبھی نہ آئی کہ اگر ہندوستان میں ایک اقلیّت ایک اکثریت کے ساتھ رہنے کے لئے رضامند نہ تھی تو وہ اکثریت اس اقلیت کو کس طرح برداشت کر سکتی۔ لہذا یہ زیادہ تعجّب کی بات نہیں کہ ہندوستان کی تقسیم سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا ۔ غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد قریباً دس کروڑ تھی ۔ تقسیم سے ان کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ تین الگ تھلگ علاقوں میں محصور ہو کر رہ گئے ۔ چنانچہ اب مغربی پاکستان میں ڈھائی کروڑ ۔ بھارت میں قریباً چار کروڑ اور باقی مسلمان مشرقی پاکستان میں ہیں ۔ اس طرح ایک واحد غیر منقسم فرقہ تین حصّوں میں کٹ گیا ہے اور ہر حصّے کے اپنے مخصوص مسائل ہیں ۔ پاکستان کا قیام کسی مذہبی بنیاد پر نہیں ہوا ۔ اگر ایسا ہوتا تو تقسیم کے وقت ہماری اور دیگر اقلیّتوں کی قسمت کا

فیصلہ بھی ہو گیا ہوتا ۔ اور اس صورت میں بھارت یا پاکستان میں کثیر تعداد اقلیتیں بھی نہ رہتیں ۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ پاکستان کا تصور مبہم اور غیر واضح تھا اور صاف صاف طور پر اس کی کبھی وضاحت نہیں کی گئی ۔ اور مسلم لیگ نے اس کے امکانی نتائج پر اس وقت بھی غور نہیں کیا جبکہ وہ صاف نظر آ سکتے تھے ۔

جب تقسیم ہوئی تو مسلم لیگ اور اس کے رہنما ہندوستانی مسلمانوں کو چھوڑ کر چل دئیے ۔ ان میں سے بیشتر تو فوراً پاکستان کو روانہ ہو گئے اور جو چند ایک یہاں رہ گئے وہ بھی اپنا بیوپار اور جائداد فروخت کرنے کے لیئے ہی ٹھہرے ۔ پاکستان جانے والے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان میں چھوڑ گئے ۔ ملک کی تقسیم کرا دینے کے بعد پاکستانی لیڈروں نے اعلان کیا کہ وہ پاکستان کو ایک ایسا ملک بنائیں گے جہاں لوگ اس کے اصولوں کے طرز پر زندگی بسر کریں گے ۔ اس اعلان سے پاکستان کی اقلیتوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ۔ پاکستان کے رہنماؤں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بار بار یہ اعلان کرتے رہے کہ وہ بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں ۔ قدرتی طور پر اس سے ہندوؤں کو

ہمارے خلاف شک ہوا اور بھارت سے ہماری وفاداری کو جواب طلب سمجھا گیا۔

مغربی پاکستان سے ہندوؤں کو بھگا کر پاکستان نے بھارتی مسلمانوں کی حالت اور بھی کمزور کر دی۔ ایسا کرتے وقت پاکستان میں اس بات کا کوئی خیال نہیں کیا گیا کہ اس روش کا ہم پر اور ہماری فلاح و بہبود پر کیا اثر پڑے گا۔ اب مشرقی پاکستان میں بھی اس روش سے کام لیا جا رہا ہے اور وہاں سے آنے والے ہندوؤں کی تعداد برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر پاکستان میں ہندوؤں کی کوئی وقعت نہیں تو منصف مزاجی سے ہم یہ کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ بھارت مسلمانوں کو سینہ سے لگائے گا۔ اس پالیسی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا جیسا کہ پہلے بھی ہو چکا ہے کہ بھارت کے مسلمان ہجرت کر کے پاکستان جائیں گے لیکن پچھلے سال کے واقعات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ پاکستان انہیں خوش آمدید کہنے کو تیار نہیں کیونکہ اسے اپنی معاشیات کے تباہ ہونے کا ڈر ہے۔ اور پھر ان مسلمانوں کو بھی تو وہاں کوئی مسرّت بخش پناہ نہیں ملی جو تقسیم اور تقسیم کے بعد دونوں ملکوں میں فسادات اور خون خرابہ کی وجہ سے پاکستان کو ہجرت کر گئے تھے۔ نتیجتہً ان میں سے کئی

مسلمانوں کو واپس بھارت آنا پڑا مثلاً میو مسلمان جنہیں اب انہیں ان کے پہلے گھروں ہی میں پھر سے بسایا جا رہا ہے۔

اگر ہم آج بھارت میں عزّت سے زندگی بسر کر رہے ہیں تو یہ پاکستان کی بدولت نہیں جس نے کچھ کیا ہے تو یہ کہ اپنی پالیسی سے ہماری پوزیشن کمزور کر دی ہے۔ ہماری باعزّت زندگی کا سبب بھارت کے وسیع القلب قایدین خاص کر مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو ہیں۔ اس ملک کی رواداری کی روایات ہیں اور وہ آئین ہے جس نے بھارت کے تمام باشندوں کو بلا لحاظ مذہب، ذات، عقیدہ، نسل یا جنس کے مساوی حقوق دئے ہیں۔ پہلے مسلم لیگ نے اور اس کے بعد پاکستان نے مسلمانوں کی جو الم ناک رہنمائی کی اور روز تقسیم سے پاکستان اور بھارت میں ہمیں اور ہمارے ہندو بھائیوں کو جو غیر ضروری مصائب جھیلنے پڑے ان کی بنا پر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی فائدے کے لئے ہمیں رواداری اور میل جول کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیا جانا چاہیئے۔ اس کا دار و مدار پاکستان پر ہے۔ ہمارے لئے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے پہلے مسلم لیگ نے اور اس کے

بعد پاکستان نے کافی اشتعال دلایا ہے لیکن اس مسلسل اشتعال کے باوجود بھارت کی ہندو اکثریت نے ہمیں یا دیگر اقلیتوں کے ارکان کو سرکاری ملازمت - فوج - عدالت - بیوپار - تجارت اور صنعت سے باہر نہیں نکالا - بھارت کے مرکزی اور ریاستی کابینوں میں مسلمان وزیر ہیں - مسلمان گورنر ہیں اور غیر ملکوں میں بھارت کی نمایندگی کرنے والے مسلمان سفیر ہیں - ان سب کو بھارتی قوم کا اعتماد حاصل ہے اور پھر بھارتی پارلیمان اور ریاستوں کی قانون ساز مجلسوں میں مسلمان ارکان ہیں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں مسلمان جج ہیں - اور دیگر سرکاری عہدوں - فوج اور پولیس میں بلند مرتبہ مسلمان افسر ہیں - بھارتی مسلمانوں کے پاس بڑی بڑی زمینیں اور جائدادیں ہیں - وہ ملک کے مختلف حصوں بالخصوص بمبئی اور کلکتہ میں بڑے بڑے کاروبار اور تجارتی ادارے چلاتے ہیں اور وہ کارخانوں و صنعتوں اور درآمد و برآمد کی تجارتوں میں حصص کے مالک ہیں - ہماری مشہور مقدس عبادت گاہیں اور ثقافتی درجہ رکھنے والے مقام زیادہ بھارت میں ہیں - اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں یہاں کامل مسرت حاصل ہے - ہم چاہتے ہیں کہ کچھ

ریاستی حکومتیں تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں ہم سے اور زیادہ ہمدردی برتیں - پھر بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں بھارت میں ایک باعزّت مرتبہ حاصل ہے - ملک کے قانون میں ہماری دینی اور ثقافتی زندگی کے تحفّظ کا سامان کر دیا گیا ہے اور اس ملک کے عوام کی ترقّی کے ہم ان تمام مواقع میں شریک عمل ہوں گے جو تمام شہریوں کے لئے موجود ہیں -

چنانچہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کے مفاد اور فلاح و بہبود کے متعلق جو تصوّر پاکستان کا ہے اسے ہمارے مفاد اور فلاح و بہبود سے کوئی میل نہیں - یہ چیز کشمیر کے متعلق پاکستان کے رویّہ سے بھی ظاہر ہے پاکستان کشمیر میں مسلمان آبادی کی اکثریت ہونے اور اس ریاست کے پاکستان کی معاشیات و دفاع کے لئے ضروری ہونے کے دو دلائل کی بنا پر کشمیر کے لئے دعوی کرتا ہے - اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ کشمیر اور بھارت کے خلاف جہاد شروع کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے - سیاسی عقاید کی یہ ایک عجیب تفسیر ہے کہ پاکستان کے انہیں مسلمانوں نے جو کشمیر کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ریاست پر دھاوا بولا - ریاست کے مسلمانوں کو لوٹا اور ہلاک

کیا اور ان کی عورتوں کی بے حُرمتی کی اور اپنی اس کارروائی کے حق
میں یہ کہا کہ وہ ریاست کے مسلمانوں کو آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ پاکستان
کی طرف سے اکثر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ ریاست کے تیس لاکھ
مسلمانوں کو ریاست کے مٹھی بھر ہندوؤں کے "ظلم" سے بچانے کے
لئے بے چین ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ صاف طور پر دکھائی دے
رہا ہے کہ وہ بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کے مفاد کو قربان
کرنے کے درپے ہیں۔ یہ اپنے مسلمان بھائیوں کی فلاح کے لئے
پریشانی ظاہر کرنے کا عجیب مظاہرہ ہے پاکستان میں رہنے والے
ہمارے گمراہ بھائی یہ نہیں سمجھتے کہ اگر پاکستان کے مسلمان کشمیر کے
ہندوؤں کے خلاف لڑائی چھیڑ سکتے ہیں تو بھلا ہندو جلد یا بدیر
بھارت کے مسلمانوں کے خلاف کیوں نہ انتقامی کارروائی کریں گے
کیا پاکستان سنجیدگی سے یہ خیال کرتا ہے کہ ایسے ہنگامے کی صورت میں
وہ ہمیں کوئی مدد دے سکے گا۔ یا ہم اس کی طرف سے کسی مدد کے مستحق
ہوں گے۔ خاص کر جب اس نے اتنی حماقتیں کی ہیں۔ اگر بھارت کے
چار کروڑ مسلمان پاکستان ہجرت کر جائیں تو پاکستان نہ تو انہیں مکان دے
سکتا ہے نہ روزی۔ لیکن اگر اس نے اپنی پالیسی اور عمل میں جلد ہی
کوئی تبدیلی نہ کی تو اس کے سبب وہی کچھ ہو سکتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے

ہمیں یقین ہے کہ بھارت کبھی ہمارے مفاد پہ ضرب نہیں لگائے گا۔ کیونکہ اولاً تو یہ قدم اس جذبے کے خلاف ہوگا جس نے ایک ملک کی سیاسی تحریک کو زندگی بخشی۔ دوئم یہ آئین ملک اور وزیر اعظم کی مخلص قیادت کے خلاف ہوگا۔ اور سوئم ایسی حماقت کرتے وقت بھارت براہ راست پاکستان کی تقلید کرے گا۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم پاکستان کی پالیسی کی صحت کے بارے میں بھی ایسا ہی یقین رکھ سکتے۔ پاکستان والے ہمارے موجودہ مسائل اور مستقبل کے بارے میں اس قدر نسیان زدہ ہیں کہ وہ حصولِ کشمیر کے لئے ہمیں غلام بنانے کے سودے کرنے کو تیار ہیں۔ وہ اس بارے میں تجاہل برت رہے ہیں کہ کشمیر کے مسلمان بھی اپنا زاویہ نگاہ رکھ سکتے ہیں اور ریاست میں ایک ایسی جمہوری تحریک اور جمہوری قیادت ہے جو بھارت کی وسیع القلب غیر مذہبی اور جمہوری تحریک سے متاثر ہوئی اور قدرتی طور پر کشمیر و بھارت میں ایک ہم خیالی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ۱۹۴۷ء میں کشمیر کے مسلمان حملہ آوروں کو دل و جان سے خوش آمدید کہتے پاکستان میں بھارت کے خلاف جہاد کرنے کا جو متواتر پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کا مقصد دیگر مقاصد کے علاوہ بھارت میں مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا بھی ہے۔ بھارت میں فرقہ وارانہ فساد کرانا بلاشبہ

پاکستان کے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ ایسا ہونے سے پاکستان کشمیر کے مسلمانوں سے یہ کہہ سکے گا کہ ان کی سلامتی پاکستان میں ہے۔ تاہم ایسی پالیسی بھارت اور پاکستان میں عموماً اور بھارتی مسلمانوں کے لئے خصوصاً ناقابل بیان تکلیفوں اور مصیبتوں کا باعث ہی ہو سکتی ہے پاکستان بار بار یہ کہتا ہے کہ وہ کشمیر اور بھارت کے مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے تو پاکستان ایسی ہی ہمدردی پٹھانوں کے لئے بھی کیوں ظاہر نہیں کرتا جو پختونستان کے زیر عنوان اپنے لئے ایک آزاد وطن حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ انڈین نیشنل کانگرس کی جمہوری رواداری کی روایات سے اثر پانے والے خان عبد الغفار خان اور ڈاکٹر خانصاحب کی زیر رہنمائی جو حریت پسند پٹھان کام کر رہے ہیں انہیں پاکستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں ان کے برسر اقتدار مسلمان بھائی سیاسی ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ پاکستان کی پالیسی میں عام طور پر ایک تضاد پایا گیا ہے لہذا ہمیں اس سے کوئی حیرت نہیں ہوتی کہ وہ کشمیر میں تو ایک معقول اور غیر جانبدار رائے شماری کی باتیں کرتا ہے اور پٹھانوں کو ایک ایسی ہی رائے شماری کرنے کا

موقعہ دینے سے انحراف کئے جانا ہے۔

پاکستان کی عام پالیسی سے اور خصوصاً اس نے کشمیر کے بارے میں جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے اس ملک میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو کبھی نہ کبھی ہمارے لئے زبردست مصیبت اور تباہی برپا کر سکتے ہیں۔ پاکستان کی پالیسی کے سبب ہمیں اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ ہم اس ملک کے ایسے باعزت شہری نہیں بن پاتے جن پر ہمارے ہم وطن شک و شبہ نہ کریں اور بھارت کے مفاد اور فلاح کی ترقّی کے لیے ہم اپنے آپ کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق نہیں بنا سکتے پاکستان کے شمشیر بکف رہنے کی وجہ سے اس کی اپنی اور بھارت کی معاشیات پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ہماری حفاظت کرنے کے نااہل ہونے کے باوجود پاکستان چاہتا ہے کہ ہم اس کے وفادار رہیں۔ اس کا اعتقاد ہے کہ ہم پاکستان کے وفادار ہوتے ہوئے ایک غیر مذہبی جمہوریہ کے شہری کے تمام حقوق کے بھی دعویدار ہو سکتے ہیں۔ اگر بھارت اور پاکستان میں جنگ ہوئی تو اس میں سخت شبہ ہے کہ پاکستان مشرقی بنگال کے مسلمانوں کی حفاظت کر سکے گا۔ جو مغربی پاکستان سے بالکل

الگ تھلگ ہیں - کیا بھارت اور مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کو محض اس لئے بھینٹ چڑھ جانا چاہیئے کہ مغربی پاکستان کے ڈھائی کروڑ مسلمان اپنی تباہی مول لینے والی ایک مجنونانہ مہم شروع کر سکیں - لہذا ہم پورے زور سے آپ پر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ کشمیر کے متعلق پاکستان کی پالیسی بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کے لئے بدترین قسم کے خطروں کی حامل ہے اگر مجلس امن کو واقعی امن - اخوت اور بین الاقوامی مفاہمت سے دلچسپی ہے تو موقعہ ہاتھ سے نکلنے سے قبل ہی اسے اس انتباہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے -

ڈاکٹر ذاکر حسین

ممبر پارلیمنٹ - وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اور سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ - دہلی

سر سلطان احمد

سابق ممبر گورنر جنرلز ایگزیکٹو کونسل

احمد سعید خاں

نواب آف چھتاری - سابق قائم مقام گورنر اتر پردیش

اور وزیر اعظم حیدر آباد -

سر محمد عثمان

سابق ممبر گورنر جنرلز ایگزیکٹو کونسل - قائم مقام گورنر مدراس اور وائس چانسلر مدراس یونیورسٹی -

سر اقبال احمد

سابق چیف جسٹس - الہ آباد ہائیکورٹ -

سر فضل رحمت اللہ

سابق شیرف بمبئی -

مولانا حفظ الرحمٰن

ممبر پارلیمنٹ - جنرل سیکرٹری جمعیت العلمائے ہند -

نواب زین یار جنگ

وزیر محکمہ مفاد عامہ - حکومت حیدر آباد -

اے - ایم خواجہ بار ایٹ لاء

سابق صدر مسلم مجلس -

ٹی - ایم ظریف

جنرل سیکرٹری - داؤدی بوہرہ مسلم کمیونٹی - مغربی بنگال -

ایچ قمر فاروقی

صدر جمعیت علماء - حیدر آباد -

1337

ایم - اے - کاظمی - ایڈووکیٹ

ممبر پارلیمنٹ -

ہاشم پریم جی

سابق شیرف بمبئی -

کرنل بی - ایچ زیدی

ممبر پارلیمنٹ - اور سابق وزیر اعظم ریاست رام پور -

جاری کردہ

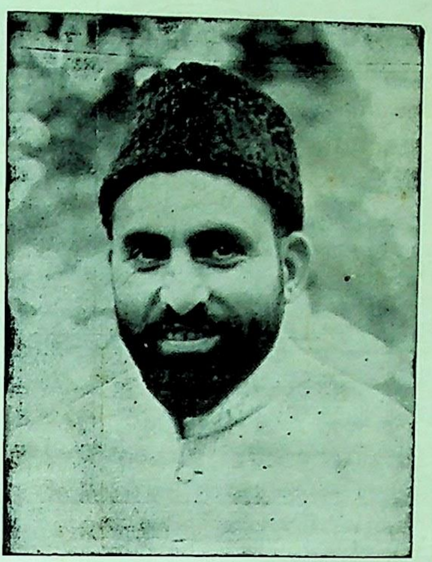
ڈاکٹر ذاکر حسین وائس چانسلر

مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

کشمیر

مُسلم نقطۂ نظر سے

مولانا محمدؐ سعید مسعودی



مولانا محمد سعید مسعودی اوّل اوّل اُردو، عربی اور

فارسی کے معلّم تھے۔ اِن زبانوں میں آپ کی فضیلت کا شہرہ

عام ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کی سیاست کے میدان میں

آپ ۱۹۳۱ء میں داخل ہوئے جبکہ عوام نے مہاراجہ کے

ظلم و جُور کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا تھا۔

—— باقی کوَر کے صفحہ ۳ پر

کشمیر

مولانا محمد سعید مسعودی ممبر پارلیمنٹ کی اُس تقریر کے
اقتباسات جو اُنھوں نے ۱۱۔ اگست ۱۹۵۱ء کو
ہندوستان کی پارلیمنٹ میں کی۔

جناب والا!

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر اور کشمیر کے سلسلہ میں دی ہوئی پاکستان کی دھمکیوں کے بارے میں مضبوط روش اختیار کی گئی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کا وجود جو اِس وقت ایک اچھی خاصی سلطنت ہے نہ کسی بہت بڑی قربانی کا نتیجہ ہے اور نہ ہی کسی بہادرانہ کارنامے کا۔ اس کی تمام ہسٹری اور اُس کی پیدائش کے وجوہ سب کو دیکھ لیجیے تو وہ صرف دھمکیوں ہی دھمکیوں اور صرف دھمکیوں ہی پر مبنی ہے۔ پاکستان بنا ہے دھمکیاں دے کر۔ وہ زندہ رہنا چاہتا ہے دھمکیاں دے کر۔ اور اگر اس کے ہمسائے اور بالخصوص ہندوستان نے دھمکیوں کے

آگے سر جھکا دیا تو پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کا کہیں خاتمہ ہونے کی صورت ہی نظر نہیں آتی۔ کشمیر کے معاملے کو پاکستان دنیا میں بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ لیکن کشمیر کے بارے میں جو کچھ وہ اندرونی طور پر کہتا ہے باہر اس کے بالکل برعکس کہتا ہے۔ باقی دنیا کے سامنے وہ جا کر یہ کہتا ہے کہ کشمیر کے چالیس لاکھ مظلوم، ظالموں کے چنگل میں تڑپ رہے ہیں۔ اُن کو آزاد کرانے کے لئے واحد پاکستان کی ایک واحد ذمہ داری ہے۔ لیکن جس وقت اُسے کشمیر کے بارے میں اپنے لوگوں سے مخاطب ہونا پڑتا ہے، تو اُن سے کہتا ہے کہ کشمیر کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے ہو۔ کشمیر پاکستان کے ساتھ نہ ملا تو پاکستان ایک رات کا مہمان ہے۔ حقیقت نہ ایک بات میں ہے، نہ دوسری میں۔ حقیقت تو صرف اتنی ہے کہ پاکستان کی موجودہ لیڈر شپ اور اس کی برسرِ اقتدار پارٹی اپنی خود غرضیوں اور غلط سیاست کی وجہ سے اپنے ملک میں انتہا درجہ غیر ہر دل عزیز پارٹی ہے۔

لیگ کی ہر دل عزیزی:۔

جن لوگوں کو کبھی نہ کبھی پاکستان کے کسی شہر میں جانے کا موقع ملا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں کوئی سب سے زیادہ غیر ہر دل عزیز حکومت ہو سکتی ہے تو وہ لیگ کی حکومت ہے۔ جو پاکستان میں قائم ہے۔ آئے دن اُن کی فوجوں میں جو سازشیں ہوتی ہیں اُن کے عوام کی ناراضگی کی جو کیفیت نظر

آتی ہے۔ وہاں کی مختلف پارٹیوں کے جو نعرے ہیں اُن سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں برسر اقتدار پارٹی صرف سازش اور چالاکی کے بل بوتے ہی پر قائم ہے، نہ کہ لوگوں کی خدمت کرنے سے اور اپنی ہر دل عزیزی سے۔ اس سے بڑھ کر آپ کے سامنے اُن کی غیر ہر دل عزیزی کا کیا ثبوت ہوگا، کہ پچھلے پانچ سال کی مدت میں وہ جرأت نہیں کر سکے کہ کانسٹیٹیوشن کے نام سے کوئی چیز اپنی قوم کے سامنے رکھ سکیں۔ کیونکہ وہ جو کچھ رکھنا چاہتے ہیں وہ، وہ چیز نہیں ہے جو نعرے لگا کر انھوں نے پاکستان میں قائم کیا ہے اور جو کچھ قوم چاہتی ہے وہ انھیں سوٹ نہیں کرتی۔ اس لئے وہ ہر ایک بہانہ ڈھونڈھ کر کانسٹیٹیوشن جیسی ضروری اور بنیادی چیز کو بھی غیر معین وقت کے لئے ٹالتے جاتے ہیں۔ یہی حالت اُن کی ہر ایک معاملہ میں ہے، اور آج صرف کشمیر کا نام ہے جس کو سامنے رکھ کر وہ اندرونی طور پر اپنی پارٹی کو گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب عوام سر اُٹھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس غیر ہر دل عزیز پارٹی کو تبدیل کر کے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کوئی بہتر حکومت قائم کر دیں تو فوراً شور اُٹھ جاتا ہے کہ تم ایسا کرو گے تو کشمیر کا معاملہ خراب ہو جائے گا، اور دوسری طرف باہر کی ان طاقتوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ کشمیر پاکستان کو نہ ملا تو اُن کا توازن بگڑ جائے گا۔ آج امپیریلیسٹ طاقتیں ہیں جو ایشیا کی ترقی کی ہمیشہ سے مخالف چلی آتی ہیں وہ آج بھی آزاد

ہوتے ہوئے ایشیا کو دیکھ نہیں سکتیں. پاکستان کشمیر کی آڑ لے کر ان طاقتوں سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ یہ ڈبل گیم ہے جو پاکستان میں کھیلا جا رہا ہے۔ اور اس تمام چیز میں اُنھوں نے اپنے کام کا دار صرف دھمکی پر رکھا ہوا ہے۔ اُنھیں یہ خیال تھا کہ جس طریقے سے اُنھوں نے تقسیم ہند سے پہلے دھمکیاں دیں قتل و خوں ریزی کی دھمکیاں دیں. فساد کی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اگر پاکستان تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اگر پارٹیشن کو تسلیم نہیں کیا جائے گا تو ملک میں خون کے دریا بہہ جائیں گے۔ اور کانگریس نے مجبوراً مطالبہ مان لیا. لیکن یہ اندازہ کئے بغیر کہ حقیقتاً پارٹیشن ہو جانے سے جتنے خُون کے دریا بہے. جتنی تباہی و قتل ہندوستان میں ہوئے کیا پارٹیشن نہ تسلیم کرتے ہوئے اس سے زیادہ نقصان ہوتا۔ یہ اندازہ نہ کرتے ہوئے جب اُن کی ایک دھمکی تسلیم ہو گئی تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک قدم پر ایک نہ ایک دھمکی دے کر اپنا کام نکالتے چلے جائیں گے. لیکن جب ہم آج یہ دیکھتے ہیں کہ کشمیر پر نئے حملہ کی دھمکی کے سامنے نہایت مضبوطی کے ساتھ حکومت ہند نے اپنا فرض پہچانا ہے اور قبل اس کے کہ وہ اپنی دھمکی کو کوئی عملی شکل دیں اُن کے سامنے اپنی سرحدوں سے بیس میل اِدھر ہی سہی، اپنی حفاظتی طاقتیں کھڑی کر دی گئیں تو ہمیں اطمینان ہوا۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دھمکی کھوکھلی دھمکی بن کر رہ گئی ہے ــ مُکا دکھانے والوں نے جب یہ دیکھا کہ دوسری طرف شائد لائنیں موجود

ہیں تو انہیں اپنا مُکا بھول گیا۔ میں حکومت ہند کو اُس کے موجودہ رویّہ پر مُبارک باد دیتا ہوں، اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رویّہ ہمیشہ کے لئے قائم رہنا چاہیئے۔ یہ رویّہ نہ صرف کشمیر کے معاملے میں، بلکہ مشرقی بنگال کے معاملہ میں اور اُن تمام معاملات میں جو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان متنازعہ فیہ ہیں، یہی رویّہ قائم رہنا چاہیئے۔

حکومتِ ہند کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس وقت پہلی بار قبائلیوں سے نجات دلانے کے لئے ہندوستان کی نجات دہندہ فوجیں کشمیر میں اُتریں تو محترم پنڈت جی نے ۱۱۔ نومبر ۱۹۴۷ء کو بارامولا میں تقریر کرتے ہوئے وہاں کے لوگوں سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جب تک کشمیر کی ایک ایک انچ زمین ایگریسر سے آزاد نہ کرالی جائے گی، حکومتِ ہند دم نہیں لے گی میں صرف یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ریاست جمّوں و کشمیر کی سرزمین کا قریب ایک تہائی رقبہ اور تقریباً ایک چوتھائی حصّہ آبادی ابھی تک غاصبوں اور ایگریسر کے قبضے میں ہے، جو یقیناً ہندوستان کا حصّہ ہے۔ کشمیر کی قوم فیصلہ کر چکی ہے کہ کشمیر ہندوستان کا ایک حصّہ ہے، اور ہم کیا فیصلہ کریں گے — اس ملک کی تاریخ بتلاتی ہے کہ جب سے یہ ملک بنا ہے، تب سے کشمیر ہندوستان کا ایک حصّہ چلا آرہا ہے۔ اگر آج اس کو ہندوستان سے کاٹنے کی کوئی بھی کوشش کی جا رہی ہے تو تمام کام چھوڑ کر سب سے پہلے

اس کی حفاظت کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہئے
کہ وہ لوگ جو سیز فائر لائن سے اُس طرف ہیں ان کی حالت غلاموں سے بدتر
ہے۔ نہ صرف وہ جو بدقسمتی سے غیر معلم کہلاتے ہیں اس علاقے میں غلاموں کی
سی زندگی بسر کر رہے ہیں، بلکہ وہ لوگ بھی جو مسلمان کہلاتے ہیں اُن کے ساتھ
بھی اسی قسم کا سلوک ہو رہا ہے۔ آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر صرف پارشل
پلیبسائٹ کے ذریعے سے کوئی فیصلہ کرنا منظور رہو تو سیز فائر لائن کے اُس طرف
جو جو لوگ رہتے ہیں مجھے اُن کا فیصلہ منظور ہے۔ صرف انھیں لوگوں سے فیصلہ
لے لیا جائے تو اس شرط کے ساتھ کہ پاکستان وہاں سے باقاعدہ پاکستانی
فوجیں اور اپنی کٹھ پتلی فوجیں ہٹالے، اور اس کے بعد صرف انھیں لوگوں
سے رائے لے لی جائے۔ جو کچھ فیصلہ اُن کا ہو ہم منظور کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ
ہم جانتے ہیں کہ سیز فائر لائن کے اس طرف ۹۵ فی صدی ووٹ ہمارے
ہاتھ میں ہیں۔ اور سیز فائر لائن سے اس طرف کی کیفیت یہ ہے کہ ہم نے
بار بار چیلنج کیا۔ پاکستان کو اور اس کی حمایت کرنے والوں کو کہ ہمارے
یہاں کا کانسٹیٹیوشن اسمبلی کا انتخاب ہو رہا ہے۔ آؤ تمہارے لئے میدان
کھلا ہے، آؤ اور جہاں چاہے کسی جگہ بھی مقابلہ کرو۔ اپنے اُمیدوار کھڑے کرو
اور یہ جو اس وقت یو۔ این۔ او کے آبزرور ہیں اُن کو اس کام پر لگاؤ
کہ وہ اس کام کو دیکھیں کہ کہیں نیشنل کانفرنس میں مخالفوں پر دباؤ نہیں

ڈالا جا رہا۔ آخر دباؤ کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے کہ جو چھپا کر رکھی جا سکے۔ اگر کسی پر دباؤ ڈالا جائے گا تو اُس کے لئے کوئی فوج ہو گی یا کوئی پولیس ہو گی۔ کوئی ہتھیار ہوگا۔ آؤ دیکھو کہ کہیں دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تم دیکھ کر کہہ سکتے ہو کہ اس کانسٹی ٹیوشن اسمبلی کا انتخاب دباؤ سے ہو رہا ہے یا نہیں۔ لیکن اُن کو جرأت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اندرونی طور پر وہ جانتے ہیں، اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ کشمیر کے سوفی صدی مسلمان شیخ محمد عبداللہ کے پیچھے ہیں، اور اپنے غیر مسلم، تو وہ قیامت تک بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے کہ پاکستان کے حق میں جاتی ہو۔ جس پاکستان میں نہ اُن کی زندگی، نہ اُن کا مال اور نہ ان کی عزت کوئی چیز بھی محفوظ نہیں ہے۔

بیسویں صدی کے اس آخری حصّے میں آج دنیا میں کوئی ایسی حکومت نظر نہیں آتی جہاں کی رعایا میں مذہب کے امتیاز کی وجہ سے کوئی شخص اپنی جان، عزت اور مال کو محفوظ نہ رکھ سکتا ہو۔ میں بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے نہایت شرم کے ساتھ اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ چیز وہاں ہو رہی ہے۔ لیگ کے گمراہ لیڈروں کی وجہ سے جو پاکستان میں رہنے والے ان آٹھ کروڑ لوگوں کا سر شرم سے نیچا کرتی ہے۔ جو لوگ اس اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، جن میں سارے بُرے نہیں ہوں گے۔ بہت سے اچھے انسان بھی ہوں گے۔ لیکن لیڈروں کی خرابیوں کی وجہ سے آج اُن کی پیشانی پر یہ کلنک کا ٹیکہ لگ رہا ہے۔

کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے انتخابات

بہرصورت میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک کانسٹیٹیوشن اسمبلی کے انتخاب کا تعلق ہے آج بھی ہمارا اعلان ہے کہ وہ پوری غیر جانبداری کے ساتھ ہوں گے۔ یہ انتخاب ایک ایسا بڑا واقعہ ہو رہا ہے کہ تقریباً اٹھارہ لاکھ آدمی اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ابھی ہندوستان میں جس طرح لگ بھگ اٹھارہ کروڑ آدمی ووٹ دینے جا رہے ہیں، اسی طرح کشمیر میں لگ بھگ اٹھارہ لاکھ آدمی ووٹ دینے جا رہا ہے۔ تو تقریباً اٹھارہ لاکھ آدمی اس انتخاب میں ووٹ ڈالیں گے۔ آخر اتنا بڑا کام ہوگا، اُس کو کوئی کہاں تک چھپائے گا۔ کہاں تک کوئی اس پر پردہ ڈالے گا۔ میرے معزز دوست ڈاکٹر گراہم اگر اور کوئی کام کر کے واپس یہاں سے نہ جائیں تو کم سے کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ الیکشن کے دنوں میں وہ سری نگر تشریف لے جائیں۔

وہ آئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اور اگر یو۔ این۔ او کشمیر کے عوام کی رائے کو اہمیت دیتا ہے اور اگر اس کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ کشمیر کے لوگوں کی رائے ہی فیصلہ کن چیز ہے، اور یہ محض دکھاوا نہیں ہے تو پھر وہ جا کر ایک کام کی رپورٹ دے سکتے ہیں۔ وہ جا کر یو۔ این۔ او کی ایک صحیح خدمت کر سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ کشمیر کے لوگوں کی رائے تمام

کس طرف ہے۔

پاکستان کو خطرہ

ابھی ڈاکٹر کنزرو نے فرمایا ہے کہ پاکستان کو کیوں خطرہ ہو رہا ہے۔ کشمیر کی کانسٹیٹیوشن اسمبلی سے جب کہ حکومت ہند برابر اس بات کا اطمینان دلا رہی ہے کہ کشمیر کانسٹیٹیوشن اسمبلی کا کوئی فیصلہ یو۔ این۔ او کے فیصلوں کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔ میں ڈاکٹر صاحب کی اس تشویش کو کہ پاکستان کیوں خطرہ کھاتا ہے دور کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ اس طرح سے دُور کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان والوں کی نظر سے حکومت ہند کا یہ اعلان تو پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن وہ اس سے بڑی حقیقت کو جانتے ہیں، اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جس پلیبسائٹ پر زور دیا جا رہا ہے اور شور مچایا جا رہا ہے اس کا نتیجہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اس لئے عمل میں پلیبسائٹ کو وہ سامنے نہیں آنے دیں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ پلیبسائٹ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کشمیر کے تمام علاقے آزاد نہیں ہو جاتے۔ پلیبسائٹ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کشمیر کے وہ لوگ جو اس وقت راولپنڈی اور دوسری جگہوں میں در بدر پھر رہے ہیں۔ اور وہ اپنے گھروں میں آکر پھر سے آباد نہیں ہو جاتے پلیبسائٹ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تمام رفیوجیز جو تمام

آزاد کشمیر سے سب کچھ لُٹوا کر یہاں آئے ہیں، اور دہلی سے لے کر جموں اور سری نگر تک پھیلے ہوئے ہیں، اور وہ واپس جا کر اپنے گھروں میں آباد نہیں ہو جاتے۔ وہ جانتے ہیں کہ پلیبیسائٹ اُس وقت نہیں ہو سکتا جب تک کہ شمالی علاقے اور وہ تمام علاقے جن کو نام کے لئے آزاد کشمیر کہا جاتا ہے وہ کشمیر کی حکومت کے تصرف میں واپس نہیں آ جاتے۔ جب تک یہ حالات پیدا نہیں ہو جاتے تب تک پلیبیسائٹ نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو وہ خوب بیک طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اب اس کے بعد وہ دیکھتے ہیں کہ پلیبیسائٹ تو ہوگا نہیں، اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہٰذا کشمیر میں جو کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی بن رہی ہے، اُس کے جو الیکشن ہو رہے ہیں اور اُس کا جو فیصلہ ہوگا وہی ایک واحد چیز ہوگی، جو کشمیر کے لوگوں کا دُنیا میں کوئی فیصلہ کہلائے گا۔ آخر ایک وقت آئے گا جب یو۔این۔او اور ساری دُنیا کو سوچنا ہوگا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ انڈیا اور پاکستان کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اور جو پلیبیسائٹ ہونے والا تھا وہ نہیں ہو سکا۔ لیکن کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے فیصلوں کی شکل میں کشمیر کے لوگوں کا کوئی فیصلہ تو ہے۔ آخر کیا وہ فیصلہ بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے گا۔ اور پھر وہ فیصلہ ایک سرسری طور کا فیصلہ نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ کشمیر کے لوگوں کے دل میں ایک خیال آ گیا کہ ایک فنکشن کے طور پر کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی

بلا لو، اور چناؤ کرلو۔ ایسی بات نہیں ہے۔ انڈین یونین نے جو کانسٹی ٹیوشن بنایا ہے اس کانسٹی ٹیوشن کی دفعہ ۳۷۰ کے مطابق کشمیر کو کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی بنانے اور فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

جہاد کی دھمکیاں

لہٰذا انڈین کانسٹی ٹیوشن کے مطابق کشمیر میں جو اسمبلی بنے گی اور وہ اسمبلی جو فیصلہ کرے گی تمام انڈیا اور بالخصوص یہ ہاؤس اس کی پشت پر جو ہے اس ہاؤس کی تائید اس فیصلے کو حاصل ہو گی۔ تو کشمیر کے جن فیصلوں کو اس پورے ہاؤس کی اور اس بڑے ملک کے کانسٹی ٹیوشن کی تائید حاصل ہو گی۔ کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آگے چل کر دنیا اُن فیصلوں کو نظر انداز کر دے گی اور کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے پاکستانی دوست چاہے کتنے ہی دیوانے سہی۔ کیا اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ کیا وہ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں کہ آخر اس کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کا کیا ہوا فیصلہ کتنا اہم ہوگا۔ اس لیے ڈاکٹر کنزرو کو اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ پاکستانیوں کو پریشان ہونا چاہیے۔ ان بیچاروں کی پریشانی حق بجانب ہے اور اُن کی پریشانیاں ابھی اور بھی بڑھتی جائیں گی۔ اس لیے انھوں نے اس موقع پر کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کو ناکام کرنے کے لیے علاقہ پونچھ میں فوجیں داخل کی تھیں۔ کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کو ناکام کرنے کے لئے ہی انھوں نے

جہاد کی دھمکیاں دینا شروع کیں اور بھی بڑی بڑی کارروائیاں اُنھوں نے کیں۔ کچھ ظاہرا اور کچھ خفیہ۔ لیکن وہ سب کی سب ناکام ہو کر رہ گئیں، اور مجھے کوئی شبہ نہیں کہ جس تیزی کے ساتھ انھوں نے پاکستان کے عوام کے جذبات کو اُبھارا تھا اور جس طریقے سے اُنھوں نے ان کے جذبات کے ساتھ کھیلنا چاہا تھا اگر اس کی بندش نہ کی جاتی اس کو چیک نہیں کیا جاتا اُس کے راستے میں رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی تو یقیناً اب تک وہ کچھ نہ کچھ فتنہ کر گزرے ہوتے۔ کیونکہ فتنہ کرنے کے معاملے میں ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان اکیلا نہیں ہے۔ اس کی پشت پر کچھ طاقتیں ہیں۔ اس کی پشت پر کسی کی تھپکی ہے۔ وہ ان کے لالچوں میں شریک ہیں، اور وہ معاملات جو ہیں صرف کشمیر اور ہندوستان ہی سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کا تمام ایشیا سے تعلق ہے۔ لیکن جب پاکستان کو معلوم ہوا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے ملے گا وہ سر کھجلا کر بیٹھ گیا۔

جہاں تک پاکستان کی طرف سے کشمیر یا ہند کے کسی دوسرے حصے پر حملہ کرنے یا جنگ چھیڑنے کا تعلق ہے میں اس موقع پر اس کو ایک گزشتہ اور بالکل ختم شدہ بات سمجھتا ہوں، کئی لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید ابھی اس قسم کا کوئی خطرہ ہے۔ لیکن جہاں تک کشمیر کے لوگوں کا تعلق ہے، وہ پاکستان کی ہمسائیگی میں ہونے سے ہم بخوبی جانتے ہیں کہ فی الحال جنگ

چھیڑنے کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کا کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم سست ہو کر بیٹھ جائیں۔ مجھے ڈاکٹر کنزرو سے پورا اتفاق ہے کہ جہاں تک فوج کی تخفیف کا معاملہ تھا وہ ایک بہت ہی کمزور قدم تھا۔ اور آگے کے لئے اسے ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم سے کم بہت لمبے وقت کے لئے اب ملتوی کر دینا چاہیئے۔

بھارتی فوج کا کارنامہ

ڈاکٹر کنزرو نے جو فرمایا ہے کہ یہ اَن پروڈکٹو چیز ہے، مجھے اس بات سے اختلاف ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہند کی فوجوں کا جیسا کہ ہم کو تجربہ ہے اور میرا خیال ہے کہ کشمیر والوں کو جو ان فوجوں کا تجربہ ہے وہ اور کسی علاقے کو نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہند کے فوجی سپاہی اور ہند کی فوجوں کے افسر ہندوستان کے لئے ایک فخر کی چیز ہیں۔

پھر آپ یہ دیکھیئے کہ جس وقت ہندوستانی فوجیں کشمیر میں پہنچیں وہ کون سا وقت تھا۔ سارے ملک میں فرقہ وارانہ پاگل پن کا ایک تپ چڑھا ہوا تھا، ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی اس تپ میں مبتلا تھے، اور اپنے آپ کو

اس روگ سے نہیں بچا سکے ۔

ایک طرف تو آپ اس چیز کو دیکھئے اور دوسری طرف یہ دیکھئے کہ وہ فوجیں پنجاب سے گزر کر جا رہی تھیں، جہاں کہ چاروں طرف آگ لگی ہوئی تھی ۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ حملہ آور کون لوگ تھے جنھوں نے اکثر فوجیوں کے گھر لوٹ رکھے تھے ۔ مثال کے طور پر آپ ان فوجیوں کو لیجئے جن کے اپنے گھر راول پنڈی ۔ گوجرانوالہ اور سرحدی علاقوں میں تھے، اور اسی طرف سے حملہ آوروں کا راستہ ہے ۔ اب یہ فوجیں کشمیر میں اس موقع پر پہنچیں جب کہ اُن کو نہیں معلوم تھا کہ کون دشمن ہے اور کون دوست ہے ۔ جب کہ اُن کو شکل میں سب آدمی مسلمان ہی مسلمان نظر آتے ہیں، اور یہ اندازہ کیجئے کہ آج سے چار سال پہلے فسادات کے دنوں میں ہندو اور مسلمان کا آمنا سامنا کیا معنی رکھتا تھا ۔ بس یہ کافی تھا، ہندو کے لئے کہ یہ مسلمان ہے، لہٰذا دشمن ہے، اور اسی طرح یہ کافی تھا مسلمان کے لئے کہ یہ ہندو ہے ۔ یہ اس طرح کا وقت تھا، جب کہ یہ فوجیں وہاں پہنچتی ہیں ۔ وہاں اُن کو صرف اتنی یاد دلائی جاتی ہے کہ تم تمام گاندھی جی کی آگیا سے آئے ہو، اور اُن کو یہ یاد دلائی جاتی ہے کہ تم وہ اصول سچا ثابت کرنے کے لئے

یہاں آئے ہو کہ جس کے لئے گاندھی جی نے اپنی ساری عمر بتائی ہے۔ اور وہ ہے ہندو مسلمان کی تفریق کو ختم کرنا۔ اس اصول کو کامیاب کرنا ہے۔ فرقہ پرستی زہر ہے، اور اس کے خلاف تم یہاں لڑنے آئے ہو۔

اب وہ وہاں پہنچتے ہیں، اور اُس وقت جب کہ اُن کی آنکھوں کے سامنے اپنے زخمی عزیزوں کے واقعات ہوں گے، اُن کے سامنے وہ تصوّرات ہوں گے کہ جب اُن کی جائداد اور گھر لُٹے ہوں گے، نہ جانے کیا کیا بھیانک تصوّرات اُن کے سامنے ہوں گے۔ ایسی حالت میں وہ وہاں پہنچتے ہیں۔

اُن کو اس وقت کچھ معلوم نہیں ہے کہ خود کشمیر میں فرقہ وارانہ تعلقات کی کیا حالت ہے۔ اُن کے لئے یہ نیشنل کانفرنس یا شیخ محمّد عبداللہ یہ سب بعد کی چیز ہے۔ پہلے دن جاتے ہی اُن کو کچھ پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ وہاں کون ہے اور کیا حالات ہیں۔

تو ایسے واقعات لے کر اور ایسے علاقے سے گزر کر یہ فوج اور اس کے سپاہی وہاں پہنچتے ہیں، اور وہاں پہنچ جا کر اُنھوں نے اپنے فرض کو حد درجے سے بڑھ کر انجام دیا۔ اور جب وہ وہاں پہنچتے ہیں

تو انھیں نظر آتا ہے کہ یہاں نمک راول پنڈی کی طرف سے آتا تھا۔ اس کو پاکستان کی طرف سے روک لیا گیا۔ یہ انسان اور مویشی نمک کے بغیر ترس رہے ہیں۔ تو ہندوستانی فوج کے سپاہی اپنے راشن کا نمک اُٹھا کر ان لوگوں کو دے دیتے تھے۔ یہ تھا ہندوستان کی فوج کے طرزِ عمل کا ادنیٰ سا نمونہ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو قابلیتیں ہندوستان کی فوج کے سپاہیوں اور اس فوج کے افسروں میں ہیں۔ وہ ادھر مجھے باہر سول آبادی میں ذرا کم نظر آتی ہیں۔

یہی فوجی سپاہی ایک عنصر ہے۔ یہی ایک سیکشن عوام کا آپ کے سامنے موجود ہے۔ جو ان تمام ناپاکیوں سے پاک ہے، جن کی شکایت آپ کو باقی لوگوں سے ہے۔ ہندوستانی سپاہی ملک کا وہ خزانہ ہے جس میں تعصّب نہیں ہے۔ بدنیتی نہیں۔ جس میں لالچ نہیں، اور جس کے دل میں بد دیانتی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اپنے وطن کی اور اپنے وطن کے لوگوں کی محبّت ہے۔ اس لئے میں تو اُس دن کا انتظار کرتا ہوں، جب ہمارا ہر ایک ہندوستانی جو بھی بالغ آدمی ہو وہ فوجی سپاہی بن جائے۔ فوجی اس لئے نہیں کہ ہم کو فوجی بن کر کسی پر حملہ کرنا ہے، یا کسی کو لُوٹنا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو ہمارے

اس بنیادی اصول کے ہی خلاف ہے ۔ جس اصول پر چل کر ہمارے ملک کے باپ نے ہمیں آزادی دلائی ہے ۔ اس لئے جب ہم ان اصولوں کے خلاف چلیں گے جو ملک کے باپ نے ہمیں سکھائے ہیں تو اس وقت یہ ہمارا ملک ہندوستان تباہ ہو جائے گا ۔ یہ ہمارا اصول نہیں ہے کہ ہم سارے لوگ فوجی بن کر کسی ملک پر حملہ کریں ۔

اصل بات یہ ہے کہ کسی قوم میں جو اوصاف خصوصیت اور صفتیں ضروری ہوتی ہیں ، اور جو ہمارا مقصد ہے کہ ہر ایک ہندوستانی میں پیدا ہوں ۔ تاکہ دنیا کے اور ملکوں میں ہندوستان کا سر اونچا ہو سکے ، تو وہ تو اوصاف اس وقت صرف ہندوستان کے فوجی بھائیوں میں ہیں ۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر ایک ہندوستانی فوجی بنے ۔ ہمیں اپنی فوج میں تخفیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ ہمیں مین پاور کی بہت ضرورت ہے ۔ آج آپ کو کھیتی باڑی کے بڑھانے کے لئے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے ۔ کیوں نہ ایسی اسکیموں کو چلانے میں آپ فوجوں سے کام لیں ۔ تمام ملک میں تعلیم پھیلانے کا جو کام ہے وہ اگر ان فوجیوں سے لیا جائے تو

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس کو بہت اچھے طریقے سے انجام دیں گے اور وہ یہاں کے اُن پڑھ لوگوں کو بہت کم وقت میں تعلیم یافتہ بنا دیں گے۔ گرو ہور فوڈ (پیدا وار بڑھایئے) کا معاملہ بھی وہ بہت جلدی حل کرسکیں گے۔ میں اپنے فوجی بھائیوں کو اور بالخصوص جو شمال اور مغربی محاذ پر اس دیش کی حفاظت کر رہے ہیں، اُن کو اپنی طرف سے سلام بھیجنا چاہتا ہوں۔

جب تک کشمیر کی کسی ایک انچ زمین پر بھی دشمن کا قبضہ ہے تب تک ہمیں کبھی آرام سے نہیں رہنا چاہیئے۔ اور اس قبضے کو جو صحیح معنوں میں پیور ایگریشن (خالص جارحانہ کارروائی) ہے، اُس کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

پاکستان کی مظلوم اقلیتیں

پاکستان نے تقسیم کے بعد ایک اور روش اختیار کی اور اس سے ناجائز فائدہ اُٹھایا۔ اور اپنے یہاں کی اقلیتوں پر زیادہ سے زیادہ ظلم کیا، اور اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ چاہے ہندوستان کی حکومت اور ہندوستان کے ذمہ دار لوگ کتنا ہی اپنے یہاں امن رکھنا چاہیں تو بھی

یہاں کی اقلیتوں کو خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے، اور وہ خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ اس سے پاکستان کو اپنے یہاں بھی فائدہ ہے اور باہر دنیا میں بھی فائدہ ہے، وہ تو یہی چاہتا ہے۔ تاکہ وہ ہندوستان کو دنیا میں بدنام کر سکے، اور اپنے یہاں کی اقلیتوں کو باہر دھکیل سکے۔ اس کا علاج کبھی سنجیدہ طریقے سے نہیں سوچا گیا کہ پاکستان کی اس حرکت کو کیسے روکا جائے، اور کیسے وہ اپنی اس حرکت سے باز آئے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ اچھا تم ایک کروڑ ہندوؤں کو نکالتے ہو ہم چار کروڑ مسلمان جو ہندوستان میں بستے ہیں اُن کو نکالنا چاہتے ہیں تو ایک تو یہ بات انسانی اصول اور ہند کے آئین کے خلاف ہے۔ اور ساتھ ہی پاکستان اس کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا ہے۔ کیوں کہ اُن کا تو پہلے ہی سے یہ قول تھا، اور مسٹر جناح مرحوم سے جس وقت یہ سوال کیا گیا کہ جب آپ تقسیم ہند کریں گے تو اس کے بعد اُن مسلمانوں کا کیا ہوگا جو ہندوستان میں رہ جائیں گے، تو آپ نے بڑی بے تکلفی سے کہا تھا کہ میں چھ کروڑ پہ چار کروڑ کو قربان کر دوں گا ـــ تو بس اُن کے یہاں

توسارا معاملہ ختم ہوگیا اور ڈِس مِس ہوگیا۔

لہٰذا جو لوگ آج مسٹر جناح کے جانشین ہیں اُن سے ہندوستان کے چار کروڑ مسلمان کوئی دوسری اُمید نہیں رکھ سکتے۔

اُن کے یہاں تو صاف ہے کہ چلو ایک کروڑ ہندوؤں کو یہاں سے نکال دو، اور اُن کی زمین جائداد سب کچھ اپنے قبضے میں کرلو۔ اور جو چار کروڑ مسلمان بھائی اِدھر ہندوستان میں بستے ہیں وہ چاہے مریں یا جئیں، وہ وہ جانیں اور اُن کی قسمت جانے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ آخر یہ اتنا غُل کیوں، کہ اگر کشمیر کا فیصلہ نہیں ہوا تو دُنیا کا امن تباہ اور خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ وہاں کُل چالیس لاکھ آدمی ہی تو بستے ہیں۔ پاکستان میں سے جو ایک کروڑ آدمیوں کو نکالا جا رہا ہے اور جن کے نکالے جانے سے ہندوستان میں جو چار کروڑ آدمی بستے ہیں، ان پر اثر پڑے گا تو کیا یہ

پانچ چھ کروڑ انسانوں کی زندگی اور اُن کے امن تباہ ہونے سے دنیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن کشمیر کے چند لاکھ آدمیوں سے دنیا کا امن تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے اب موقع آگیا ہے کہ حکومتِ ہند اس معاملے کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ دُنیا کے سامنے لائے۔

—— کور کے صفحہ ۲ سے آگے

اس وقت سے آپ نے بڑی ذاتی قربانی کرتے ہوئے

ریاست میں برسرِ اقتدار طبقے سے طاقت چھیننے کے لئے

ہر دلعزیز سیاسی تحریک کی تنظیم کی۔ انھیں کی قیادت میں

۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس کا نام دیا گیا، جس

کے وہ اب تک جنرل سیکرٹری رہے ہیں۔ اگر آج کشمیر میں

نیشنل کانفرنس سب سے زیادہ طاقت ور اور منظم جماعت

ہے تو بہت حد تک مولانا مسعودی کی ذات اس کی ذمہ دار ہے

جب بھارتی پارلیمنٹ میں کشمیر کی نمائندگی کا فیصلہ

کیا گیا تھا مولانا مسعودی کو بھی اس کا ایک نمائندہ منتخب کیا

گیا تھا۔ مولانا مسعودی نے ۱۱ اگست ۱۹۵۱ء کو پارلیمنٹ میں

جو تقریر کی تھی، اُس تقریر کے یہ اقتباسات کشمیر کے متعلق

پاکستان کے جھوٹے دعووں اور اُس کی بیکار دھمکیوں کا پردہ

فاش کر دیں گے۔

شائع کردہ

جموّں و کشمیر نیشنل کانفرنس

سرینگر

93